مواعظِ اختر

نمبر ۵۴

اللہ تعالیٰ کا خط بندوں کے نام

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظ اختر
نمبر ۵۴

اللہ تعالیٰ کا خط
بندوں کے نام

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: اللہ تعالیٰ کا خط بندوں کے نام

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۱۳ محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۸۸ء، بروز منگل

مقام: جدّہ (سعودی عرب)

موضوع: بندوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور ان سے تعلق پیدا کرنے کے آسان طریقے

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات — صفحہ نمبر

مولائے کریم کا اپنے بندوں کے نام تیس پاروں کا خط........................۶
حدیث پاک کے بغیر پورا قرآن سمجھنا محال ہے........................۶
برکت کے معنیٰ........................۷
دین وجان، اہل وعیال اور مال کے نقصان سے بچنے کی دعا........................۸
دینِ اسلام محبت کے آئین کا نام ہے........................۹
محبتِ الٰہیہ کی قیمت........................۱۰
خدا سے غافل شخص کی مثال........................۱۲
ترکِ صلوٰۃ پر سخت وعید........................۱۳
زندگی کا ویزا نامعلوم المیعاد ہے........................۱۳
اوّابین کی فضیلت اور اس کی ادائیگی کا آسان طریقہ........................۱۵
عصر سے پہلے چار رکعات سنت پڑھنے کی فضیلت........................۱۶
فرض نماز عمدہ طریقے سے پڑھو چاہے نوافل کم پڑھو........................۱۷
تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ........................۱۸
وہ چشمِ ناز بھی نظر آتی ہے آج نم........................۱۹
تائب اور غیر تائب میں فرق........................۲۰

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی انکساری.......................................۲۱

اسباب اختیار کرنے سے پہلے اللہ سے مانگنے کا معمول بنائیے..................۲۲

مالداری کے ساتھ وِلایت جمع ہوسکتی ہے.......................................۲۳

اللہ والوں کی صحبت کی خاصیت کی مثال......................................۲۴

حسنِ خاتمہ...۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا خط بندوں کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۣالَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ

وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ○

(سورۃُ الملک: آیت ۱ تا ۲)

مولائے کریم کا اپنے بندوں کے نام تیس پاروں کا خط

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے تیس پاروں کا قرآن پاک نازل فرمایا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جیسے باپ اپنے بیٹے کو کوئی لمبا چوڑا خط لکھ دے کہ بیٹا! پردیس میں اس طرح زندگی گذارنا تو بیٹے کو تو بار بار خط لکھا جاسکتا ہے مگر چونکہ قرآنِ پاک غیر نبی پر نازل نہیں ہوسکتا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے نام تیس پاروں کا خط سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئس برسوں میں قیامت تک کے لئے نصیحت نامہ کے طور پر نازل فرمادیا۔ تیس پاروں کا یہ خط مولائے کریم کی طرف سے اپنے بندوں کے نام ہے، جس میں زندگی گذارنے کا طریقہ ہے۔

حدیث پاک کے بغیر پورا قرآن سمجھنا محال ہے

اور اس کی شرح سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، کوئی شخص بغیر حدیث

کی مدد کے قرآن پر عمل نہیں کرسکتا مثلاً نماز کے لئے حکم نازل ہوا:

﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾

(سورۃ الانعام، آیت ۷۲)

نماز قائم کرو، مگر نماز کیسے پڑھیں؟ قرآن میں تو نہ التحیات ہے، نہ درود شریف ہے نہ ثناء ہے تو نیت کیسے باندھیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر فرمادی کہ:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ))

(صحیح البخاری، باب الاذان للمسافر)

تم لوگ اس طرح نماز ادا کرو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ تو صحابہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان حضرات نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، پیغمبر کا رکوع، پیغمبر کا سجدہ، پیغمبر کا قیام، پیغمبر کی تلاوت ان کے کانوں نے سنی اور ان کی آنکھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے تمام ارکان ادا کرتے ہوئے دیکھا، یہ شرف کسی اور کو کہاں مل سکتا ہے؟ اسی لئے جو لوگ اس غلطی میں مبتلا ہو گئے کہ محض قرآن شریف پر عمل کرنے سے کام بن جائے گا تو وہ لوگ سمجھ لیں کہ بغیر حدیث کے قرآن سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ قرآنِ پاک کی عملی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل خود قرآن کی تفسیر ہے۔

برکت کے معنیٰ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِيْ بہت ہی برکت والی ذات ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات بہت ہی برکت والی ہے بِيَدِهِ الْمُلْكُ جس کے قبضہ میں ساری کائنات، سارا عالم ہے۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب

مفردات القرآن میں فرمایا ہے کہ برکت کے معنی ہیں فیضانِ رحمتِ الٰہیہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش۔ اسی لیے لوگ یہ دعا کرواتے ہیں کہ صاحب دعا کیجئے کہ میری روزی میں برکت ہو، میری عمر میں برکت ہو، میرے گھر والوں پہ برکت نازل ہو تو برکت کا مفہوم آپ لوگوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ برکت کی تعریف جو مفسرین اور اہلِ علم کی اصطلاح میں ہے کہ فیضانِ رحمتِ الٰہیہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا فیضان۔ اور ظاہر بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کا فیضان ہوگا پھر انسان کا کیا کہنا۔

دین وجان، اہل وعیال اور مال کے نقصان سے بچنے کی دعا

ایک صحابی نے عرض کیا کہ مجھے اپنے دین میں اور جان اور اہل وعیال میں اور مال میں تشویش رہتی ہے کہ کہیں میرا دین ضائع نہ ہو جائے، کہیں میری جان پر کوئی مصیبت نہ آجائے، گردے میں پتھری، بلڈ کینسر جیسی کوئی مصیبت نہ آجائے، اسی طرح سے مجھے اپنی اولاد کے لئے غم رہتا ہے کہ اولاد کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے اور میرے گھر والوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے اور یہ غم رہتا ہے کہ کہیں مال میں کوئی گھاٹا یا خسارہ نہ آجائے۔ تو انہوں نے پانچ چیزوں کے بارے میں اپنی تشویش ظاہر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک دعا بتاتا ہوں اس کو پڑھ لیا کرو تو تمہاری تشویش ختم ہو جائے گی۔ اور وہ عجیب دعا ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی برکت ہی ہے اور یہ کوئی لمبا چوڑا وظیفہ نہیں ہے۔ وہ دعا یہ ہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى دِيْنِيْ وَنَفْسِيْ وَوَلَدِيْ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ))

(کنز العمّال، ج:۲، ص:۶۳۶)

مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نام کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں میرے دین پر،

میری جان پر، میری اولاد پر، میرے اہل وعیال پر اور میرے مال پر۔

تو ان صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو روزانہ صبح شام پڑھنا شروع کر دیا، اور ایک دن آ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب قلب کو اتنا سکون ہے کہ سب پریشانیاں ختم ہو گئیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے نام کی رحمتیں اور برکتیں ہمارے دین پر ہوں گی تو اس کے ہوتے ہوئے دین ضائع ہو ہی نہیں سکتا، جس پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہو اُسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟ شیطان بھی نہیں بہکا سکتا، نفس بھی خراب نہیں کر سکتا کیونکہ

﴿اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ﴾

(سورۃ الیوسف، آیت ۵۳)

نفس تو برائی کی طرف بلائے گا مگر حق تعالیٰ کی رحمت کے سایہ کے ہوتے ہوئے نفس کیا کر سکتا ہے؟

دینِ اسلام محبت کے آئین کا نام ہے

یہ دعا میں بھی صبح شام پڑھتا ہوں۔ آسان بھی ہے۔ اس دعا میں دین کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہلے مانگا تو دینِ اسلام کو مقدم رکھو کیونکہ دین بہت پیارا ہے، ہماری جان سے زیادہ، اہل وعیال سے زیادہ ہر چیز سے زیادہ۔ دین اللہ تعالیٰ کا آئین ہے اور اللہ کی محبت کے قوانین ہیں کہ کس بات سے خدائے تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور کس بات سے ناراض ہوتے ہیں، اسی کا نام دین ہے تو اللہ تعالیٰ کو اپنا دین، اپنی عظمتوں کے قوانین، اپنے دین کی اشاعت اور اپنی محبت کے حقوق اتنے عزیز ہیں کہ اس دین پر کتنے انبیاء کرام شہید ہوئے، کتنے صحابہ کرام شہید ہوئے، کتنے اولیاء اللہ شہید ہوئے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کوئی شخصیت نہیں پیدا ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فرشتوں سے افضل ہیں، زمین و آسمان سے افضل ہیں، عرشِ اعظم سے افضل ہیں یعنی اللہ کے بعد کسی کا درجہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہنے کو اپنی محبت پر گوارا کرلیا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ کی ذات بہت قیمتی ہے، جس پر نبیوں کے سر کٹتے ہیں، پیغمبروں کے خون بہتے ہیں، ایک ایک دن میں ستر ستر صحابہ کرام شہید ہوئے، جنگِ احد میں احد پہاڑ کے دامن میں ستر صحابہ شہید ہو کر زبان سے نہیں اپنے خون سے اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو بیان کررہے ہیں۔ تو یہ معلوم ہوا کہ دین بہت ہی قیمتی چیز ہے اور یہ دین ہی محبت کا وہ خط ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے بندوں کے نام نازل فرمایا۔

محبتِ الٰہیہ کی قیمت

میرے مرشدِ اوّل حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ آپ کی کیا قیمت ہے؟ ہم کیا قربانی پیش کریں جس سے آپ ہم کو مل جائیں اور ہم اللہ والے بن جائیں۔ دیکھا آپ نے! اللہ والے دل دل میں اللہ تعالیٰ سے خفیہ رابطہ رکھتے ہیں۔ اسی پر حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ مجذوبؔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ دل میں اللہ تعالیٰ سے باتیں بھی ہوتی

ہیں، جس میں آواز نہیں ہوتی، دل میں ہر وقت یہ آتا ہے کہ اشرف علی! یہ کرو، یہ نہ کرو، یہ اللہ سے خفیہ رابطہ ہے جو مومن کے دل کو اللہ سے ہوتا ہے، اسے دنیا والے نہیں جانتے، کوئی شخص کسی کے بارے میں صحیح اندازہ نہیں کرسکتا کہ اس کے قلب میں اللہ تعالیٰ سے کتنا قوی تعلق ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ میں یہ قصہ سنایا کہ ایک نوجوان بڑی مست حالت میں قافلہ کے ساتھ حج کے لئے آیا، نہ کسی سے بولتا ہے نہ کسی سے کچھ کہتا ہے، اسے دیکھ کر کوئی یہ کہتا کہ یہ جوان بالکل پاگل ہے، کوئی کہتا کہ یہ ہاف مائنڈڈ (Half Minded) ہے، کوئی کہتا کہ اس کا دماغ کریک ہے اور وہ جناب اپنا مست ہے، کبھی ہنس رہا ہے، کبھی رو رہا ہے، کبھی شعر پڑھ رہا ہے، تو سب اس کو پاگل سمجھ رہے تھے لیکن جب اس نے کعبہ شریف دیکھا تو حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی کتنی محبت تھی کہ پاگل نوجوان نے جسے دنیا پاگل، دیوانہ سمجھ رہی تھی، کعبہ پر ایک نظر پڑتے ہی یہ شعر پڑھا اور جان دے دی۔

چو رسی بہ کوئے دلبر بہ سپار جانِ مضطر

کہ مبادا بارِ دیگر نہ رسی بدیں تمنا

جب تم اللہ کی گلی میں آگئے، کوئے محبوب میں آگئے، دلبر کی گلی میں آگئے تو اپنی جان کو اس پر فدا کردو شاید کہ تمہیں دوسری دفعہ حاضری نصیب ہو یا نہ ہو، ہوسکتا ہے کہ تم دوبارہ کعبہ نہ دیکھ سکو۔ بس اس نے یہ شعر پڑھا، ایک آہ کھینچی اور وہیں ختم ہوگیا، جان دے دی۔

جان تم پر نثار کرتا ہوں

میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

معلوم ہوا کہ کس کا ایمان کتنا ہے اور کس کے قلب میں اللہ کی محبت کتنی ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ پہ جان دے دے تو اس سے زیادہ

اللہ کی محبت کی شہادت اور کیا چاہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی قیمت شہیدوں سے پوچھو جوان کے نام پر جان دیتے ہیں، انہوں نے فیکٹری کے لیے، کارخانوں کے لیے، سلطنت کے لیے جان نہیں دی، اللہ کے لئے جان دی۔

بہر حال تو اس اللہ والے نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے اللہ! آپ کی کیا قیمت ہے جو میں آپ کو پیش کروں اور آپ مجھے مل جائیں اور میں اللہ والا ہو جاؤں۔ تو آسمان سے آواز آئی کہ دونوں جہاں مجھ پر لٹا دو، دنیا بھی قربان کر دو، آخرت بھی فدا کر دو۔ تب اس اللہ والے نے کیا جواب دیا وہ سننے کے قابل ہے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس شخص نے یہ جواب دیا ؎

قیمتِ خود ہر دو عالم گفتئی
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

اے خدا! آپ نے اپنی قیمت دونوں جہان فرمائی ہے یعنی دنیا اور آخرت، ابھی بھاؤ اور بڑھائیے، اپنی قیمت اور دام اور بڑھائیے، ابھی تو آپ مجھے سستے معلوم ہوتے ہیں، اگر میں اپنی دنیا و آخرت بلکہ اپنی جان بھی فدا کر دوں تو بھی اے اللہ آپ کی محبت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ غالب کہتا ہے ؎

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اگر آپ نے اللہ پر جان دے دی تو آپ نے کون سے تیر مار لیے، جان اللہ ہی کی تو دی ہوئی ہے، اسی کو دے دی تو کیا کمال کیا۔

خدا سے غافل شخص کی مثال

تو بِسۡمِ اللہِ عَلٰی دِیۡنِیۡ الخ کو اپنا معمول بنالیجئے، یہ دعا ہے بھی بہت آسان۔ تو ان صحابی نے عرض کیا کہ جب سے میں نے اس دعا کو پڑھنا شروع

کیا ہے اپنا دین، اپنی جان، اپنی اولاد اور اپنے اہل وعیال اور مال سب کی طرف سے دل بالکل مطمئن ہے۔ ظاہر سی بات ہے بسم اللہ کے کیا معنی ہیں؟ کہ اے اللہ! میں آپ کے نام کی برکتوں اور رحمتوں کے حوالہ کرتا ہوں اپنے دین کو، اپنی جان کو، اہل وعیال کو، اولاد کو، مال کو اور دنیا میں انسان کے یہ پانچ ہی غم ہیں، اگر آپ تجزیہ کریں گے تو دنیا میں انسان کو پانچ ہی قسم کی فکریں ہوتی ہے، کبھی اپنی صحت کے بارے میں کہ کہیں گردے میں پتھری نہ پڑ جائے، کہیں بلڈ کینسر نہ ہو جائے، کوئی ایسا مرض نہ ہو جائے۔ کراچی میں دہلی کے ایک تاجر کا اٹھارہ سالہ جوان لڑکا تھا، اسے ہڈیوں کے گودے کا کینسر ہو گیا، اس کا بڑا بھائی ایک دن مجھے ملا، اس نے کہا کہ آپ دعا کر دیجئے بھائی کے لئے نو لاکھ روپے خرچ کر چکا ہوں، ہر ماہ اس کی ہڈیوں کا تمام مغز نکالا جاتا ہے اور دوسرا مغز ڈالا جاتا ہے۔ اب آپ بتایئے! انسان کا کچھ پتہ نہیں کہ کب کیا ہو جائے۔ اس لئے جو شخص خدا کو بھولا ہوا ہے وہ کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہے، پتہ نہیں کس وقت کس مصیبت میں مبتلا ہو جائے۔ بھئی! پتنگ جب کٹ جاتی ہے تو کچھ پتہ ہوتا ہے کہ اس کو کون لوٹے گا، وہ کہاں گرے گی، کسی کی چھت پر جائے گی یا محلہ کے لڑکے اس کو نوچ کھسوٹ لیں گے؟

ترکِ صلوٰۃ پر سخت وعید

جس نے نماز چھوڑ دی گویا وہ اللہ تعالیٰ سے کٹ گیا، یتیم ہو گیا۔ دیکھو! جو بچہ بغیر ابا کے ہوتا ہے تو جو چاہتا ہے اس کو مار لیتا ہے۔ نماز ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب رکھتی ہے اور اس کی برکت سے دعا کی توفیق بھی ہو جاتی ہے اور جو نماز نہیں پڑھتا تو سمجھ لو کہ اس نے اپنے جسم کو کھانے اور ہگنے کا امپورٹ، ایکسپورٹ کا آفس بنا لیا ہے اور اپنی زندگی کو ضائع

کررہا ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی ناشکری اور نافرمانی ہے۔ جو نماز کو غفلت سے، جان بوجھ کر چھوڑتے ہیں حدیث میں آتا ہے کہ ان کا حشر فرعون، نمرود اور شداد جیسے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ یہ وعید ان کے لیے ہے جو غفلت کے ساتھ نماز چھوڑتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ انسان کو نیند آگئی تو مجبوری ہے۔

زندگی کا ویزا نامعلوم المیعاد ہے

تو اس کی فکر کرنی چاہیے کہ اگر خدانخواستہ اچانک بلاوا آگیا تو کیا ہوگا؟ ؎

نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

پیا سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، نہ جانے اللہ کس کو کس وقت بلالیں۔ دیکھو مدینہ شریف میں ایک گھڑی والا عبدالفتاح ہمارا پیر بھائی تھا، پچھلے سال ہم اس کے ساتھ تھے، رات دن ہنستا بولتا تھا، اچانک اطلاع آئی کہ چولہا پھٹ گیا اور وہ جل گئے، جلنے کے بعد اچھے بھی ہوگئے، پھر خبر ملی کے گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا، پھر معلوم ہوا کہ وہ جوانی میں جنت البقیع میں دفن ہوگئے۔

میں جب الٰہ آباد کے طبیہ کالج میں پڑھتا تھا تو حسن منزل میں رہتا تھا، وہیں ہماری پھوپھی وغیرہ رہتی تھیں تو انیس سال کا ایک لڑکا بھی پڑھتا تھا، ہمارا گھر اور اس کا گھر قریب قریب تھا، ہم دونوں روزانہ دو میل دور پیدل کالج جاتے تھے، اب جناب میں جون میں چھٹیاں گذارنے اپنے گھر پرتاب گڑھ گیا، جب جون کا مہینہ گذارنے کے بعد میں الٰہ آباد واپس آیا تو ہر شخص کو اپنے ہم سبق دوستوں سے تعلق ہوتا ہے تو بہت خوشی ہوئی کہ اپنے اس دوست سے جاتے ہی ملاقات ہوگی، میرا گھر دو تین سو گز آگے تھا، اس کا گھر پہلے آتا تھا۔ تو میں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی اماں نکلیں کہا کہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا

کہ ہمارا ساتھی جس کے ساتھ ہم لوگ روزانہ پڑھنے کے لئے جاتے تھے وہ کہاں ہے؟ تو اس نے رونا شروع کردیا، بڑی زور سے روئی کہ میرا بیٹا تو قبر میں چلا گیا، اچانک بیماری آئی اور وہ چلا گیا، کہنے لگی کہ ڈاک خانہ سے اس کی فائنل امتحان کی رجسٹری بھی آئی تھی، وہ سیکنڈ ڈویژن سے پاس ہوا تھا لیکن میں نے ڈاکیے سے وہ رجسٹری وصول نہیں کی، میں نے ڈاکیے سے کہا کہ وہ پاس ہوگیا، حکیم ہوگیا لیکن میرا بیٹا تو قبر میں ہے، جاؤ اس کی ڈگری قبر پر لے جا کر پھینک دو، میں کیا کروں گی لے کر۔ بس میں بھی گھر جا کر رونے لگا کہ یا اللہ! یہ تو عجیب زندگی ہے، کچھ پتہ ہی نہیں کہ کس وقت کس کا بلاوا آجائے۔

اس کے بعد پھر اسی زمانہ میں میرے والد صاحب کے انتقال کا خط آیا، میں فائنل امتحان کا آخری پرچہ دے کر آیا تھا، خوشی منا رہا تھا کہ اب گھر جاؤں گا اور والدین سے ملوں گا تو میرے پھوپھی زاد بھائی نے خط دِکھایا کہ تمہارے ابا کا انتقال ہوگیا، گھر جا کر معلوم ہوا کہ ابا نے کسی کو خط نہیں لکھنے دیا، مجھے اطلاع نہیں ہونے دی، ابا نے یہ کہا کہ اگر میں اپنے بیٹے کو اپنی بیماری یا موت کے حالات کی خبر کروں گا تو وہ غم میں فیل ہوجائے گا، لہٰذا انہوں نے مجھے خبر نہیں کی۔ ان حالات نے میرے کان کھڑے کر دیئے کہ انسان اپنی زندگی کے بارے میں ہر وقت چوکنا رہے اور پردیس میں اپنے وطن کی تیاری کے لئے ہر وقت مستعد رہے اور یہ تیاری کچھ مشکل بھی نہیں ہے۔

کیوں بھئی بتاؤ! فجر کی نماز پڑھنے کے بعد ظہر تک کتنے گھنٹے ہوتے ہیں، اس دوران خوب حلال دنیا کماؤ۔ ارے بھئی! اللہ تعالیٰ کی رحمت تو دیکھئے، فجر کی نماز اللہ تعالیٰ نے بہت تھوڑی رکھی ہے، صرف چار ہی رکعات ہیں، دو سنت دو فرض تاکہ نیند کے عاشقین سونے کی پھر دوسری شفٹ شروع کر دیں تو فجر پڑھ کر پھر سو جاؤ۔ پھر ظہر تک کام کا موقع دیا۔ پھر عصر میں چار ہی رکعات

ہیں اور مغرب میں تین رکعات فرض اور دو رکعات سنت، چلو بھئی! نفلیں مت پڑھو، لیکن اگر اوّابین پڑھ لیتے ہو تو اللہ سے تعلق بڑھ جائے گا۔

اوّابین کی فضیلت اور اس کی ادائیگی کا آسان طریقہ

مغرب کی تین رکعات فرض کے بعد دو رکعات سنت اور دو نفل سب پڑھتے ہیں، بس دو رکعات نفل اور پڑھ لو تو چار رکعات نفل اور دو رکعات سنت ملا کر چھ رکعات اوّابین ہو جائیں گی۔ عام مسلمانوں کو اکثر یہ غلط فہمی ہے کہ مغرب کے تین فرض اور دو سنتیں مؤکدہ پڑھو پھر چھ رکعات نفل پڑھو تب اوّابین ادا ہوگی، لیکن چھ رکعات نفل الگ سے پڑھنے کے خوف سے کتنے لوگ اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جب میں نے اس بات کو جدہ میں انوار صاحب کے یہاں بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ صاحب جب سے تم نے یہ بتایا ہے کہ تین فرض، دو سنت اور دو نفل تو سب ہی پڑھتے ہیں بس دو رکعات اور پڑھ لو یعنی فرض کے بعد دو سنت اور چار رکعات نفل پڑھ لو تو یہ سب مل کر اوّابین کی چھ رکعات ہو گئیں۔

((عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ رَأَيْتُ حَبِيْبِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ وَقَالَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))

(المعجم الاوسط، ج:۷، ص:۱۹۱) (کنز العمال، ج:۷، ص۳۹۳)

یعنی فرض کے بعد جو چھ رکعات پڑھ لے وہ اوّابین میں شامل ہو جائے گا اور اس کے گناہ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں تو اللہ تعالیٰ سب معاف کردیں گے، تو اوّابین کی اتنی بڑی فضیلت ہے۔ میں نے اس بات کو جہاں بھی بیان کیا سست اور کاہلوں کی بھی بیٹری چارج ہوگئی، کہا کہ صاحب اب اس

فضیلت کو چھوڑ نا ہی نہیں ہے جس پر اتنا بڑا انعام ہے کہ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوبُهٗ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ دیکھئے اللہ کی رحمت کے بہانے!

عصر سے پہلے چار رکعات سنت پڑھنے کی فضیلت

اسی طرح عصر میں چار رکعات فرض ہیں، حدیث میں ہے کہ جو عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت نفل نماز پڑھ لے:

((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا))

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ قبل العصر)

عصر کے فرضوں سے پہلے جو چار رکعات پڑھ لے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً اللہ تعالیٰ ایسے بندہ پر اپنی رحمت نازل کرے۔ آج ہم بزرگوں کی دعاؤں کے حریص ہیں لیکن نبی کی دعا نہیں لیتے جبکہ تمام بزرگوں کی دعائیں نبی کی دعاؤں کی غلام ہیں۔ اس لئے جب اللہ موقع دے، مسجد میں پانچ منٹ پہلے پہنچ گئے اور چار رکعات سنتیں پڑھ لیں، چاہے نفل کی نیت کرلو چاہے سنت کی کرلو بس عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعات پڑھ لو اور سلام پھیر کر خدا سے دعا کرلو کہ اے اللہ! اپنے نبی کا وہ وعدہ کہ جو فرضوں سے پہلے چار رکعات پڑھے تو اس پر خدا کی رحمت نازل ہو، تو اے اللہ! ہمیں نبی کی وہ بشارت، وہ رحمت دے دیجئے، میں نے یہ نماز پڑھی اگر چہ ٹوٹی پھوٹی سہی مگر آپ کریم ہیں، اپنی رحمت سے ہماری دنیا و آخرت بنا دیجئے۔

فرض نماز عمدہ طریقے سے پڑھو چاہے نوافل کم پڑھو

فرض عشاء چار رکعات اور دو سنت ہیں اور تین رکعات وتر ہیں۔ یہ نو رکعات پڑھنا ضروری ہیں۔ لیکن عشاء کی سترہ رکعات کے ڈر سے آج کالج

کے کتنے نوجوان لڑکے سوجاتے ہیں اور جو پڑھتے بھی ہیں وہ اس طرح پڑھتے ہیں جیسے مرغی ٹھونگ مارتی ہے حالانکہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ دوسجدوں کے درمیان اگر کمر سیدھی نہ ہوئی اور رکوع کے بعد پورا سیدھا نہ کھڑا ہوا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو فرمایا کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھو۔تو معلوم ہوا کہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان کمر سیدھی کرنا واجب ہے۔

میرے ایک دوست ڈھاکہ سے کراچی آئے، میں نے ان کو عشاء کی سترہ رکعات پڑھتے دیکھا تو ان سے کہا کہ آپ مجھ سے تعلق محبت رکھتے ہیں لٰہذا سترہ رکعات نہ پڑھا کیجئے، میں نے اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ نو رکعتیں پڑھتے دیکھا، حضرت سترہ رکعات پڑھتے ہی نہیں تھے، چار فرض، دوسنت اور تین وتر، لیکن اس کو ہی عمدہ طریقہ سے پڑھ لو، چار رکعت تو فرض ہی ہیں اس کے بعد دوسنت مؤکدہ ہیں، اس کے بعد تین رکعات وتر واجب ہیں، یہ آپ کی نو رکعات ہوگئیں، ان شاء اللہ آپ کو اس ہی سے جنت مل جائے گی، کوئی مواخذہ نہیں ہوگا کہ تم نے نفل کیوں نہیں پڑھے، لیکن عمدہ پڑھو بجائے اس کے کہ تم نے جلدی جلدی خراب سترہ رکعات پڑھ لیں کہ ساری ہی نماز دہرانی واجب ہوجائے۔تو میں نے ان سے کہا کہ یہ جو آپ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے نہیں ہوتے اور سمجھتے ہیں کہ میں نے سترہ رکعات پڑھ لیں تو سترہ رکعات خراب پڑھنے سے بہتر ہے کہ نو رکعات اچھی پڑھ لیں، دل لگا کر پڑھ لیں بجائے اس کے کہ آپ ایک لاکھ مرتبہ آہ کریں، ایک ہی آہ ایسی نکالیے جو قبول ہوجائے۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بس ہے اپنا ایک نالہ بھی اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ وفریاد ہم

تہجد پڑھنے کا آسان طریقہ

بھئی! تھوڑا پڑھو مگر اچھا پڑھو۔ تو چار فرض عشاء، دو سنت کے بعد تین وتر پڑھ لو، لیکن جب عادت پڑ جائے تو وتر سے پہلے دو رکعات نفل تہجد کی نیت سے پڑھ لو۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ میں بھی یہی لکھا ہے اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات تہجد بھی پڑھی ہیں، لیکن یہ میں ان کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں جو بارہ رکعات پڑھتے ہیں، میں ان بحرالکاہل لوگوں کو خطاب کر رہا ہوں جو کاہلی کے سمندر ہیں۔ جنہوں نے جغرافیہ پڑھا ہے ان کو معلوم ہے کہ ایک سمندر کا نام بحرالکاہل ہے، اس میں طغیانی یا زیادہ موجیں نہیں ہوتیں، ٹھہرا ہوا سمندر ہے۔ تو میں ان لوگوں سے مخاطب ہوں جن کو سستی کاہلی ہو کہ سال چھ ماہ جب نو رکعت کی عادت ہو جائے تو دو رکعات وتر سے پہلے اور سنت مؤکدہ کے بعد تہجد کی نیت سے پڑھ لو، ان شاء اللہ اس کی برکت سے قیامت کے دن آپ تہجد گذاروں میں شامل ہو جائیں گے، چاہے قطار میں پیچھے ہی ہوں بتایئے! کتنا بڑا انعام ہے۔ اور اس کے لئے یہ قید بھی نہیں ہے کہ آپ سوئے نہیں، اب تین بجے رات کو اٹھ کر کون تہجد پڑھتا ہے؟ الحمد للہ! میں اپنے بیان میں دوستوں کو شارٹ کٹ یعنی مختصر راستہ سے اللہ تک پہنچنے کی ترکیبیں بتاتا رہتا ہوں۔ اس پر مجھے اپنے ضلع کے ایک شاعر نازش پرتاب گڑھی کا شعر یاد آجاتا ہے، ظالم نے غضب کا شعر کہا ہے ؎

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گزر چلیں\
سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

اور ایک شعر اور کہہ گیا، وہ بھی زبردست شعر ہے، پہلے اس پر ایک واقعہ حدیث شریف کا سناتا ہوں۔

وہ چشمِ ناز بھی نظر آتی ہے آج نم

ایک مرتبہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ہیں۔تو وہ بولی کہ کیا اللہ کو اپنے بندوں سے ماں سے زیادہ محبت نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہے۔تو اس نے کہا کہ چولہے میں آگ بھڑک رہی تھی، میرا بچہ اس کے قریب گیا تو میں نے اسے کھینچ لیا تو اللہ میاں ہم کو دوزخ میں کیسے ڈالیں گے؟

عن عبد اللہ بن عمر قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض غزواتہ فمر بقوم فقال من القوم قالوا نحن المسلمون وامراۃ تحضب بقدرھا و معھا ابن لھا فاذا ارتفعت وھج تنحت بہ فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ بِاَبِیْٓ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَلَیْسَ اللّٰہُ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ قَالَ بَلٰی قَالَتْ اَلَیْسَ اللّٰہُ اَرْحَمَ بِعِبَادِہٖ مِنَ الْاُمِّ بِوَلَدِھَا قَالَ بَلٰی قَالَتْ اِنَّ الْاُمَّ لَا تُلْقِیْ وَلَدَھَا فِی النَّارِ فَاَکَبَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْکِیْ ای طَأْطَأَ رَاْسَہٗ یَبْکِیْ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗٓ اِلَیْھَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِیْ یَتَمَرَّدُ عَلَی اللّٰہِ وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (رواہ ابن ماجۃ)۔

(مشکٰوۃ (قدیمی)، ص:۲۰۸، مرقاۃ، ج:۸، ص:۲۳۹)

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا وَیَبْکِیْ اور رونے لگے۔اس پر مجھ کو نازش پرتاب گڑھی کا ایک شعر یاد آجاتا ہے، اس نے کہا تھا کہ ؎

وہ چشمِ ناز بھی نظر آتی ہے آج نم
اب ترا کیا خیال ہے اے انتہائے غم

تو اس عورت کا یہ سوال ایسا تھا جس نے نبی کی چشمِ مبارک کو بھی نم کر دیا تھا، یہ امتی کی صلاحیت ہے کہ پیغمبر کو رُلا دے، شاگرد کی صلاحیت ہے کہ استاد کو رُلا دے، مرید کی صلاحیت ہے کہ اپنے دردِ دل سے شیخ کو رُلا دے۔تو اس عورت نے اس

طرح سے سوال کیا کہ آپ سر جھکا کر رونے لگے، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور اسے جواب عطا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوزخ میں انہیں لوگوں کو ڈالیں گے جو سرکش ہیں اور اللہ کو اللہ نہیں مانتے، جیسے کوئی اپنی ماں سے کہے کہ اَنْتِ لَسْتِ اُمِّیْ تو میری ماں نہیں ہے اور دوسرے کو ماں کہے تو اس کی ماں کیا کرے گی؟ اسی طرح جب بندہ دوسرے کو خدا بنائے تو خدا اس کو معاف نہیں کرتا۔ اللہ کفر اور شرک کرنے والے کو نہیں بخشیں گے، لہٰذا کلمہ پر جس کا خاتمہ ہو گیا وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔

تائب اور غیر تائب میں فرق

اب فرق صرف یہ ہے کہ جن لوگوں نے توبہ کر لی ان کا براہِ راست پہلے ہی دفعہ میں جنت میں داخلہ ہو جائے گا اور جن لوگوں نے توبہ نہیں کی، اپنی حالت درست نہیں کی، اپنی فائل درست نہیں کی اور حالتِ فسق و نافرمانی میں موت آئی تو اس کو دوزخ میں کچھ دن کے لئے جانا پڑے گا لیکن ان کا آپریشن جو ہو گا وہ ان کے تزکیہ کے لیے ہو گا، کلوروفارم کے ساتھ ہو گا، مسلمانوں کو کافروں جیسا عذاب نہیں ہو گا، پھر کچھ دن کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو نکال لیں گے۔

((یُخْرَجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ فَیُسَمُّوْنَ فِی الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِیُّوْنَ فَیَدْعُوْنَ اللهَ تَعَالٰی اَنْ یُّحَوِّلَ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْاِسْمَ فَیَمْحُو اللهُ عَنْهُمْ))

(اخرجه الطبرانی فی الاوسط

بحواله "البدور السافرة فی امور الآخرة" المصنف علامة جلال الدین السیوطیؒ)

جنت میں جانے کے بعد بھی ان کی پیشانی پر جہنمی لکھا رہے گا لیکن اس سے کوئی کسی کا مذاق نہیں اڑائے گا، کوئی ہنسے گا نہیں۔ پھر وہ اللہ سے فریاد کریں گے کہ ہمارا نام تبدیل کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ ان کا یہ نام بھی مٹا دیں گے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی انکساری

لیکن حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اے اللہ! جہاں جنتی اپنی جوتیاں اتاریں گے اشرف علی کو وہیں جگہ دے دیجئے اور اس کا بھی مجھے حق نہیں لیکن چونکہ دوزخ کی آگ برداشت نہیں اس لئے اے اللہ! اشرف علی کو جنتیوں کی جوتیوں میں ڈال دیجئے۔ بتایئے! یہ کون کہہ رہا ہے؟ جس کی ڈیڑھ ہزار تصانیف ہیں، مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب اور بڑے بڑے علماء علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی جیسے لوگ جس سے بیعت ہوں، جس کو اللہ کی ذات کی پہچان ہو جاتی ہے وہ اپنے نفس کو مٹا دیتا ہے۔ تو حکیم الامت فرماتے تھے کہ مجھے ہر وقت یہ غم رہتا ہے کہ نہ جانے قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا۔ دوستو! یہ وہ ہیں جنہوں نے ڈیڑھ ہزار کتابیں تصانیف فرمائی ہیں جن کی ساری زندگی زہد و تقویٰ اور عبادت میں گذری ہے، بڑے بڑے علماء جن سے بیعت ہیں، وہ فرماتے تھے کہ مجھے ہر وقت یہ غم کھائے جاتا ہے کہ نہ جانے قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا۔

تو بتایئے! کتنی آسانی ہوگئی کہ صرف دو رکعات نفل پڑھ کر ہمارا شمار تہجد گذاروں میں ہو جائے، کتنا بڑا انعام ہے اور اگر کسی کی تین بجے رات کو آنکھ کھل گئی تو پھر چار چھ آٹھ رکعات جو معمول ہے وہ بھی پڑھ لیں۔ بشرطیکہ نیند کم از کم چھ گھنٹہ پوری ہو جائے۔

اسباب اختیار کرنے سے پہلے اللہ سے مانگنے کا معمول بنایئے

آپ لوگوں کے سامنے میں نے سورۂ ملک کی جو آیت تلاوت کی ہے اس کی تفسیر عرض کر رہا ہوں، تَبٰرَكَ الَّذِيْ بہت ہی برکت والی ذات ہے بِيَدِهِ الْمُلْكُ جس کے قبضہ میں سارا عالم ہے لہٰذا جو بھی حاجت ہو پہلے اللہ سے عرض

کرو۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ یہ بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں، عربی میں ان کی ایک تصنیف ہے جس کا نام الیواقیت و الجواھر ہے، اس میں لکھا ہے کہ جب تم پر کوئی مصیبت آئے، بچہ بیمار ہو، کوئی کاروباری کام ہو، کسی قسم کی پریشانی ہو، غرض کوئی بھی الجھن آ گئی ہو تو پہلے کسی مخلوق سے مت کہو، یہاں تک کہ بیماری آجائے تو ڈاکٹر سے بھی مت کہو، پہلے وضو کر کے دو رکعات پڑھ کر اللہ میاں سے کہہ دو کہ یا اللہ! میں ڈاکٹر کے یہاں جارہا ہوں، جو دوائیں میرے لیے مفید ہوں وہ اس کے دل میں ڈال دیں اور ان دواؤں سے مجھے شفا دے دیں۔ تو علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ ایسی دعا جس نے اسباب کے دروازوں کو نہ کھٹکھٹایا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسی دعا رد نہیں فرماتے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ میری دعا قبول ہو جائے اور ردّ نہ ہو تو اسباب کا دروازہ کھٹکھٹانے سے پہلے دو رکعات پڑھ کر جو سارے جہان کا خالق ہے، سارے جہاں کا مالک ہے، جس کے قبضہ میں سب کچھ ہے اس سے کہو پھر بے شک جو جائز اسباب ہیں ان کو بھی اختیار کر لو۔ حدیث میں آتا ہے:

((مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ إِلَى اللّٰهِ أَوْ إِلٰى أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيَقُلْ: لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ......الخ))

(سنن ابن ماجۃ (قدیمی)، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، مشکوٰۃ (قدیمی) ص ۱۱۷، باب ما جاء فی صلاۃ الحاجۃ ص ۹۸)

اگر تم کو انسانوں سے کوئی حاجت ہو یا اللہ سے کوئی حاجت ہو تو دو رکعات نماز صلوٰۃ الحاجت پڑھو اور صلوٰۃ الحاجت کی جو مسنون دعا ہے وہ پڑھو، جب تک وہ دعا عربی میں یاد نہ ہو اس وقت تک اردو میں ہی کہہ دو تا کہ بندہ اللہ سے جڑا تو رہے، اس کے بعد اپنی جو بھی حاجت ہے اللہ سے عرض کر دو۔

مالداری کے ساتھ ولایت جمع ہو سکتی ہے

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مالدار آدمی ولی اللہ ہو ہی نہیں سکتا، ولی اللہ بننے

کے لئے آدمی بالکل حقیر اور غریب ہو، اس کے پاس کچھ مال نہ ہو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ مغل بادشاہ بھی تھے اور ولی اللہ بھی تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی تھے، تو جب بادشاہت کے ساتھ نبوت جمع ہوسکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی دوستی مالداری کے ساتھ کیوں نہیں جمع ہوسکتی؟ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے ایک کشتی کو کوئی دو گز گہرے پانی میں چلاتا ہے اور کوئی ایک ہزار گز گہرے پانی میں چلاتا ہے، بس یہ شرط ہے کہ پانی نیچے رہے، کشتی میں نہ گھسنے پائے۔ تو دنیا کماؤ، کروڑ پتی ہوجاؤ یا ارب پتی لیکن مال قلب سے باہر ہو، اگر پانی کشتی میں گھسے تو کشتی کی خیر نہیں، اگر دنیا دل میں گھسی تو ایمان کی خیر نہیں۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں فرماتے ہیں کہ جس شخص کے قلب میں دنیا گھس جائے سارے عالم کے مرشدین اور رہنما اس کو ہدایت نہیں دے سکتے،

مَنْ اَحَبَّ الدُّنْیَا لَایَهْدِیْهِ جَمِیْعُ الْمُرْشِدِیْنَ

(مرقاۃ المفاتیح (رشیدیہ) کتاب الرقاق ج۹، ص۴۰۳)

جب پانی کشتی میں گھس گیا تو کشتی کیسے بچے گی؟ ڈوب جائے گی اور وَمَنْ تَرَکَهَا لَایُفْسِدُهٗ جَمِیْعُ الْمُفْسِدِیْنَ جس شخص کا دل اللہ تعالیٰ نے دنیا کی محبت سے پاک کردیا ہو تو اگر ساری دنیا کی گمراہ کرنے والی طاقتیں اس پر محنت کریں وہ گمراہ نہیں ہوسکتا۔ جب کشتی میں پانی گھس جاتا ہے تو جو کشتی چلانے والا ہوتا ہے وہ بالٹی بھر بھر کے سارا پانی باہر پھینک دیتا ہے تو جن کے دل میں دنیا کا پانی گھس گیا ہو تو وہ کسی اللہ والے کے روحانی ہسپتال میں داخل ہوجائے یعنی ان سے دوستی اور تعلق رکھے ان شاء اللہ وہ اس کے قلب کا گندا پانی نکال دیں گے یعنی ان کی صحبتوں کی برکت سے اس کا قلب خود بخود صاف ہوجائے گا، اہل اللہ اپنے دل سے بھی

دوسرے کے دل کی اصلاح کرتے ہیں۔اس پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آ گیا۔

مرا دل ان کے دل کو اپنے دل میں
عجب انداز سے چپکا رہا ہے

اللہ والوں کی صحبت کی خاصیت کی مثال

اللہ والے اپنے ساتھیوں کی اصلاح کے لئے دعائیں کرتے ہیں، اللہ سے روتے ہیں، ان کی صحبت میں اللہ تعالیٰ خاصیت رکھتے ہیں، جیسے کریلے میں خاصیت ہے کہ شوگر نارمل ہو جائے، مقناطیس میں کھینچنے کی خاصیت ہے، اب یہ نہ پوچھیں کہ یہ خاصیت کیوں ہے، بس اللہ نے یہ خاصیت رکھی ہے، کسی بھی سائنسدان سے پوچھ لیں کہ مقناطیس میں کھینچنے کی خاصیت کیوں ہے؟ وہ یہی کہے گا کہ قدرت نے رکھی ہے لہٰذا اللہ والوں کی صحبتوں میں اللہ نے خاصیت رکھی ہے کہ ان کی صحبتوں کی برکت سے دل بدل جاتے ہیں، انقلاب آجاتا ہے۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں، پھر جانِ جاں، پھر جانِ جاناں کر دیا

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت پیارے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب مسٹر تھے، لکھنؤ میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ایک مرتبہ لکھنؤ میں اپنا مرغا بیچنا چاہا جو لوگوں کو کاٹتا تھا تو چپراسی کو مرغا دیا کہ بھئی! میرا مرغا بیچ دو، بچوں کو کاٹتا ہے، پھر دل میں خیال آیا کہ حدیث میں حکم ہے کہ جو سودا بیچنا ہو اس کا عیب بتانا ضروری ہے ورنہ حرام ہو جائے گا۔تو انہوں نے یہ سوچا کہ پتہ نہیں چپراسی یہ عیب بتائے گا یا نہیں، قیامت کے دن تو اللہ مجھ سے پوچھے گا۔یہ واقعہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھ سے فرمایا، ہمارے بیچ میں کوئی

اور راوی نہیں ہے۔ اب ڈپٹی کلکٹر صاحب مرغا بغل میں دبا کر اللہ تعالیٰ کے خوف سے لکھنؤ کے فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور جو خریدار آئے، اس کو کہہ رہے ہیں کہ صاحب یہ مرغا کاٹ لیتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں ایمان۔ اللہ کے حکم کے آگے ہماری کیا قیمت ہے۔

دیکھئے صحبت کا یہ اثر ہوا، اچھی صحبت سے ایسا انسان جو نفس و شیطان سے مغلوب ہو، وہ کیسے آہستہ آہستہ ان پر غالب آجاتا ہے، اس کو اس مثال سے سمجھئے ۔ ایک کمزور آدمی کسی محلے میں رہتا ہے جہاں شرارتی لڑکے اس کی کھوپڑی پہ چپت مارا کرتے ہیں، جب وہ بے چارا فروٹ یا سبزی لینے تھیلا لگا کر نکلا یا کسی ضروری کام سے تو دو تین نالائق نکلے اور اُسے چپت ماردی، وہ بے چارا روتا ہوا چلا آیا، اُس نے ایک پہلوان سے پوچھا کہ میں کمزور ہوں، کچھ لڑکے مجھے مارا کرتے ہیں، پٹائی کرتے ہیں، تو آپ کے پاس کوئی ایسی ترکیب ہے کہ میری کمزوری دُور ہو جائے اور میں طاقت ور ہو جاؤں اور دشمن مجھے دیکھ کر ڈرنے لگے تو اُس نے کہا کہ ہاں اکھاڑے میں آؤ، ہمارے ساتھ ڈنڈ بیٹھک کرو، روزانہ بادام اور دُودھ پیا کرو، چھ مہینے اس نے بادام اور دودھ پیا اور ڈنڈ بیٹھک کی، استاد نے کچھ داؤ پیچ بھی سکھا دیے، ورزش اور مقویات سے اس کا سینہ تن گیا، اب اس کی بدلی ہوئی چال دیکھ کر جو چپت مارا کرتے تھے وہ ڈرنے لگے کہ کہیں ہم سے پچھلی چپتوں کا بدلہ نہ لے، بالکل یہی حال ہے، اُن لوگوں کا جن کی روحانیت کمزور ہو گئی اور نفس و شیطان اُن پہ غالب ہو گئے، نماز روزہ سب چھڑوا دیا۔ اُن کو چاہیے کسی پہلوان کے پاس جائیں، کون سے پہلوان؟ بھولو کے پاس یا محمد علی کلے کے پاس جاؤ گے، ارے اللہ والے جو روحانی پہلوان ہیں، ان کے پاس جاؤ، ان کے اکھاڑوں میں بیٹھو، اکھاڑے کا مطلب ہے کہ ان کی مجلس میں بیٹھو جیسے آپ لوگ بیٹھے ہیں، اور روحانی مقویات کھاؤ یعنی کچھ

اُن سے اللہ کا نام سیکھ لو، آپ کہیں گے یہی مشکل کام آپ بتا دیتے ہیں، ہم کو تو مرنے کی بھی فرصت نہیں ہے، ایک بزنس مین نے کہا کہ میں نماز کیسے پڑھوں مجھے تو مرنے کی بھی فرصت نہیں ہے، میں نے کہا جی ہاں! عزرائیل علیہ السلام جب آئیں گے تو آپ سے پوچھیں گے کہ سیٹھ صاحب اگر آپ کے پاس فرصت ہو تو میں آپ کی روح نکال لوں، میں نے اس سے کہا کہ دیکھو! تم یہ کہتے ہو کہ گاہک اور موت کا کوئی وقت مقرر نہیں، اس لئے گاہک کے لئے سب سامان اپنی دکان میں سجا کر رکھتے ہو کہ نہ جانے کب آجائے لیکن گاہک کے لئے تو تیاری اور موت کو بھول گئے، تمہارے دو جملے ہیں تو گاہک کے ساتھ موت کی بھی تیاری کرو۔

میں یہ کہتا ہوں چودہ سو چالیس منٹ روزانہ اللہ تعالیٰ جینے کو دیتا ہے، اس زندگی کے پیدا کرنے والے اپنے مالک کو صرف ۴۰ منٹ دے دو جس نے زندگی دی ہے، جس نے تمہیں آنکھ میں روشنی دی، جس نے تمہیں تجارت کی صلاحیت دی، یہ جو لوگ کہتے ہیں میں نے کمایا آپ کیا کما سکتے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہوتا ہے ورنہ دو آدمیوں کو جن کی قابلیت ایک جیسی ہو مثلاً دونوں B.com ہوں، دونوں ایک جیسے سرمایہ سے، پانچ دس لاکھ سے ایک ہی چیز کا کاروبار کریں اور دونوں پاس پاس ہیں، اب جب گاہک آتا ہے تو سوچتا ہے کہ میں اس دکان میں جاؤں یا اس دکان میں، یہ قدم کون اُٹھا دیتا ہے کہ فلاں کے یہاں جاؤ اور دوسرا تکتا رہ جاتا ہے، سرمایہ وہی، قابلیت وہی، مال وہی لیکن ایک کے پاس کیوں نہیں آیا؟ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے جس کا چاہے رزق بڑھادے جس کا چاہے نہیں، تو ۴۰ منٹ اگر آپ نے اللہ تعالیٰ کو یاد کرلیا تو آپ کے ۱۴۰۰ منٹ رنگین اور مزیدار ہو گئے، بالطف ہو گئے۔ لوگ سمجھتے ہیں مُلاّ بننے سے دنیا بے لطف ہو جائے گی، میں واللہ، قسم کھاتا ہوں کہ یہ سمجھنا محض

قرآن شریف کے حقائق سے نادانی ہے۔ اللہ پاک تو فرماتے ہیں کہ اگر تم ایمان لاؤ اور اعمال صالحہ کرو:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ﴾

(سورۃ النحل، آیت ۹۷)

تو ہم تم کو ضرور ضرور بالطف زندگی دیں گے، اتنا تو معلوم ہے کہ اللہ کا کلام سچّا ہے، جو زندگی کا خالق ہے وہ فرما رہا ہے کہ بالطف، مزیدار زندگی ہم اس کو دیں گے جو نیک عمل کرے گا۔ اور ہمیں شیطان کہتا ہے کہ مزے کے لئے ٹی وی دیکھو، ننگی فلمیں دیکھو، حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ گناہ کا مزہ ایسا ہے جیسا خارش کا مزہ، تھوڑی دیر تو بڑا مزہ آتا ہے حتیٰ کہ حکیم الامت کے وعظ میں ہے ایک شخص نے بتایا کہ خارش کرتے وقت ایسا لگتا ہے جیسے میری شادی ہو رہی ہے، شامیانہ لگا ہے، دعوت ولیمہ، قورمہ، بریانی بھی پک رہی ہے اور تمام مہمان بیٹھے ہیں، اور جب کھجلاتے کھجلاتے خون نکل آیا، درد بڑھ گیا، کھال خراب ہوگئی، جلن اور سوزش پیدا ہوگئی، اس کے بعد کہتا ہے کہ اُف! اب تو کھال اتنی جَل رہی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کوئی آندھی آئی جس سے میری بیوی بھی مر گئی، شامیانہ بھی اُجڑ گیا بریانی کی دیگ و دیگ سب ختم، اب کچھ نظر ہی نہیں آرہا۔ اسی طرح گناہ میں تھوڑی دیر کی لذّت اور چوبیس گھنٹے کے لئے پریشانی ہے، کیوں بھئی اس آیت پہ تو سب کو یقین ہے نا!

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○﴾

(سورۃ الرعد، آیت ۲۸)

اللہ پاک فرماتے ہیں میری ہی یاد سے تمہارے دلوں کو چین ملے گا اور تم نے تو روزہ نماز بھی چھوڑا ہوا ہے، تو غفلت سے کیسے چین پاؤ گے؟ اُلٹا گھوم رہے ہو! اطمینان نہیں ملے گا، چین نہیں پاسکتے، چین کے بجائے بے چینی ملے گی۔

اب وقت کم ہے اس لئے خطبہ کی آیت کا ترجمہ کرتا ہوں۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾

(سورۃ الملک، آیت ۱)

برکت والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، جس کے قبضے میں سارا عالم ہے، لہٰذا اُن سے رشتہ کاٹو گے تو سارے عالم سے کٹ جاؤ گے اور اگر اللہ کو راضی کرلیا تو خواجہ صاحب کا شعر ہے

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اِک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

جتنی چیزیں ہیں سب پہ اللہ قادر ہے۔ اس پر ایک بات یاد آئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ﴾

(سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۶)

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ تو ابلیس انسان کی شکل میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں بھی جنت میں جاؤں گا تو شیخ اس کو پہچان گئے اور فرمایا تو تو مردود ہے، تو جنت میں کیسے جائے گا؟ کہا میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں کہ میں جنت میں جاؤں گا وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۝ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہر شے پر میری رحمت وسیع ہے تو کیا میں شے نہیں ہوں۔ دیکھئے شیطان کا مناظرہ کہتا ہے میں بھی تو شے ہوں، چیز ہوں، تو مجھے بھی رحمت گھیر لے گی۔ شیخ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ خبردار! اس کمبخت سے بحث مت کرنا، یہ شیطان ہے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ نے مزید جواب

نہیں دیا کیونکہ شیطان سے بحث کا دروازہ کھل جاتا، جو مضر تھا لیکن میرے قلب میں اس کا جواب شیخ ابن عربی کی برکت سے آ گیا، یہ حضرت کی تواضع اور بڑوں کا ادب دیکھئے۔ فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت شیطان کو بھی وسیع ہوگی لیکن اس کی صورت یہ ہوگی کہ شیطان کو جو عذاب دیں گے مثلاً دوزخ کی ایک سوڈگری تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ دینے قادر ہیں کہ دوسوڈگری سے عذاب دیں، اگر قادر نہ ہوتے تو اللہ کا عاجز ہونا لازم آتا اور اللہ کے لئے عاجزی محال ہے لہٰذا دوسوڈگری کی طاقت رکھتے ہوئے ایک سوڈگری کا عذاب دینا، تو یہ رحمت نہیں ہے؟ دیکھو کیا جواب دیا۔

﴿الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ﴾

(سورۃ الملک، آیت ۲)

جس (اللہ) نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے؟ (ترجمہ از بیان القرآن) حضرت پھولپوریؒ نے فرمایا کہ اللہ میاں نے موت کا تذکرہ پہلے کیوں کیا؟ زندگی پہلے آتی ہے موت تو بعد میں آتی ہے۔ تو فرمایا کہ جس شخص کی زندگی کے سامنے موت کا دھیان ہوگا اس شخص کی حیات صحیح معنوں میں حیات ہوگی یعنی جس پردیسی کے سامنے اپنا وطن ہوگا، وطن کی فکر ہوگی تو وہ وطن کی تیاری کرے گا۔ یہ وہ چیز ہے کہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی انگوٹھی میں بھی لکھا رکھا ہے (کفٰی بالموت واعظا یا عمر بحوالہ کنزالعمال ج ۱۵ ص ۲۳۳؛ ج ۱۲ ص ۲۶۲) موت کی یاد نصیحت کے لئے کافی ہے لہٰذا ہمیشہ یاد رکھو کہ ایک دن اللہ کے پاس جانا ہے۔ خواجہ صاحب ایک رئیس کے یہاں گئے تو دیکھا کہ بڑے بڑے قالین بچھے ہوئے ہیں اور سنہرے رنگ کی چادریں اور مسہریاں بچھی ہیں تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔

یہ تیرا خانۂ رنگیں، یہ تیرا بسترِ زرّیں
بفرشِ خاک سونا ہے تجھے زیرِ مزار آخر

یعنی یہ رنگین گھر اور سنہرے بستر چھوڑ کر تمہیں ایک دن قبر کے اندر مٹی پر ہی سونا پڑے گا، چاہے دو ہزار گز کا بنگلہ بنا لو لیکن مرنے کے بعد دو گز ہی زمین ملے گی۔

حسنِ خاتمہ

ہمارے یہاں خانقاہ میں نعمانی صاحب رہتے تھے، ایک دفعہ میں نے ان سے کہا ایک آدھا پلاٹ آپ بھی کراچی میں لے لیجئے تو کہتے ہیں یہ دعا کرو کہ وہ جو دو گز کا پلاٹ ہے یعنی قبر وہ ٹھیک ہوجائے۔ ماشاء اللہ آخر میں جب ان کے انتقال میں ایک دن رہ گیا اور میرے پوتے ابراہیم وغیرہ کو بلاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہاتھ اٹھاؤ، میرے لئے دعا کرو، اب پانچ چھ سال کے چھوٹے بچہ کے ہاتھ اٹھوادیئے پھر کہتے تھے کہ کہو یا اللہ! اس بڈھے کو معاف کردے، اور پھر روتے تھے، چھوٹے چھوٹے بچوں سے دعا کراتے رہے، اللہ کا ایسا خوف تھا۔ پھر اچھا خاتمہ ہوا، کلمہ پڑھتے پڑھتے اللہ کے پاس چلے گئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ،

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ